# ضابطہ لعان سے متعلق چاروں فقہی مکاتبِ فکر کا علمی و تقابلی جائزہ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ للجزیری کی روشنی میں)

# A comprehensive and comparative examination of the four jurisprudential schools of thought associated with the Code of Laan (In the light of al-Fiqh Alal Madhahab Al-Arba Al-Jaziri)

نسیم حیات* ڈاکٹر مشتاق احمد**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v6i1.371

Received: January 20,2023
Accepted: March 15, 2023
Published: June,2023

**Abstract**

Islam assures the rights and protection of all humans. That's why it guides us to forbid all those acts that could harm others. The Prophet Muhammad, peace be upon, has declared it against Islam to damage anyone. "The true Muslim is he from whose tongue and hands others are safe." Allah the almighty has not only ordered to keep protected the respect and dignity of others but has introduced laws to punish the malpractices. The punishments are based on the level of commitment, as ordered. Don't do backbiting or don't describe shortcomings of others, don't call names and don't give nicknames, "don't be jealous of one another, "don't keep enmity to one another," even have forbidden from actions that create confusion and misconceptions. The Prophet said, peace be upon him, "Don't make perceptions as mostly perceptions lie." On this basis, Islam has introduced cases where a person blames somebody for adultery, and then they must provide four witnesses. Otherwise, he has to punish 80 whips for making a false accusation.

Similarly, if somebody blames their spouse, they must swear five times for their justification. As Islam purely believes in protecting rights in a family system, keeping the rights of spouses, it's essential to protect the rights of marriages and families too. A person who commits such swears has to separate from their spouse and is called "Li'aan," a person who curses themselves or has sworn allegations of adultery committed by one's spouse

* نسیم حیات پی ایچ ڈی سکالر قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور۔:nasimhayat585@gmail.com
(Correspondence Author)
** مشتاق احمد ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

**Keywords:** Hudood. Liaan ,Qazaf ,Rajam, Muhsena.

## تمہید

اسلام جملہ انسانیت کی جان ومال اور عزت وابرو کو تحفظ فراہم کرتا ہے اس لئے ہر اس قول وفعل سے ممانعت کی گئی ہے جس سے کسی دوسرے انسان کو تکلیف اور ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو بلکہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو تکلیف دینا ایمان کی منافی قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

**الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ**(1)

"اصل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ضرر سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انسان کی عزت وابرو کی تحفظ کا حکم دیا ہے بلکہ ساتھ ساتھ جرم کی نوعیت اور شدت کے مطابق اس کے لیے سزا مقرر کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ**(2)

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں ۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔

نبی کریم ﷺ اس طرح کی جرائم کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا» وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ «بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُلاَ تَحَاسَدُوا لاَ تَبَاغَضُوا**(3)

"تم لوگ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو(تناجش بیع کی ایک قسم ہے)اور نہ

ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا احرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔"

اسی طرح ایک اور جگہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ[4]

"زیادہ گمانوں سے بچو کیونکہ گمان سب سے بڑی جھوٹ ہے۔"

لیکن جونہی معاملہ گمان سے نکل کر الزمات کی حد تک بڑھ جاتا ہے تو اسی طرح اس کی سزا میں بھی شدت آجاتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی بھی اجنبی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کا الزام گاتا ہے تو اس پر مذکورہ الزام کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہ پیش کرنے ہوں گے بصورت دیگر اس پر حد قذف جاری کیا جائے گا جو کہ اسی (80) کوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[5]

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اَسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔"

اگر ان الزامات کی زد میں مسلم معاشرے کی بنیادی اکائی خاندانی نظام آجائے، جس کا بقاء اور استحکام کا سارا انحصار میاں بیوی کی باہمی حقوق کی ادائیگی اور عزت و ناموس کے تحفظ پر ہے۔ اب اگر الزامات کا دائرہ یہاں تک پہنچ جائے تو اسلام نے اس کے سدباب کے لیے سزاوں کو مزید سخت کیا ہے تاکہ کوئی شخص اس کو معمولی نوعیت کا الزام نہ سمجھے، کیوں کہ ایسی الزمات کے آڑ میں خاندانی نظام درہم برہم ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر الزام لگائے تو اس کو اجنبی کی طرح گواہ پیش کرنے کی بجائے پانچ بار قسم اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے بعد بیوی کو بھی اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا ہے بلکہ ان کے درمیان ہمیشہ

جدائی کا حکم دیا گیا ہے تاکہ افراد کی عزت کے ساتھ ساتھ خاندان کا عزت بھی برقرار رہے، اسی کو لعان کہا جاتا ہے۔

**لعان کا لغوی اور اصطلاحی تحقیق:**

لعان کے لغوی معنی **الإِبْعادُ والطَّرْد مِنَ الخَيْرِ**[6] "خیر سے دوری اور دھتکارنا" اور کہا جاتا ہے: **لعنت الله ای ابعده من رحمته** "اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔" **لاعن يلاعن ملاعنة** سے مصدر کا صیغہ ہے۔

لعان کے اصطلاحی تعریف کے بارے میں عبد الرحمن الجزیریؒ لکھتے ہیں:

**وفي الشرع هو مختص بملاعنة تجري بين الزوجين بسبب مخصوص، بصفة مخصوصة**[7]

"لعان شریعت میں کسی خاص سبب اور مخصوص طریقہ والفاظ سے میاں بیوی کے درمیان باہم لعنت بھیجنے کا نام ہے۔"

**مشروعیت لعان:**

مشروعیت لعان کے بارے میں عبد الرحمٰن الجزیری یوں رقم طراز ہیں:

"لعان دین حنیف کی خصلتوں میں سے ایک خصلت اور شریعت کے احکام میں سے ایک اہم حکم جو کہ امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔"[8]

ویسے تو کسی بھی عورت خواہ وہ اجنبی ہو یا منکوحہ ہو پر تہمت لگا کر ثابت نہ کرنا موجب حد قذف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[9]

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اَسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود ہی فاسق ہیں،"

بعد میں بیوی کے حق میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے یہ حکم منسوخ ہو کر لعان میں تبدیل ہو گیا۔

**وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّه لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ---الخ**[10]

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (اپنے الزام میں) جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص (اپنے الزام میں) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (اپنے الزام میں) سچا ہو۔"

**لعان کی حیثیت:**

لعان مرد کے حق میں بمنزلہ حد قذف ہے۔ اگر خاوند اپنے الزام میں جھوٹا ثابت ہوا تو اس کی حیثیت ایسی ہوئی گویا کہ اس پر حد قذف جاری ہوا ہے۔ اس کی شہادت کہیں بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ جب کہ بیوی کے حق میں حد زنا کی مانند ہے۔

لعان کا رتبہ قسم کا ہے یا شہادت کا، اس حوالے سے ائمہ میں اختلاف ہے۔ عبد الرحمان الجزیری نے ائمہ کی رائے کو یوں نقل کیا ہے۔

**شوافع اور حنابلہ کی رائے:**

شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ لعان قسم ہے۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ماوردیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ اللِّعَانَ يَمِينٌ وَلَيْسَ شَهَادَةً. مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي زَوْجَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ حِينَ جَاءَتْ بِوَلَدِهَا عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوهِ: " لَوْلَا مَا مَضَى مِنَ الْأَيْمَانِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ " فَسمي اللِّعَان يَمِينًا** [11]

"ہلال بن امیہ کی بیوی نے جب بچہ لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قسم نہ ہوتا تو آپ کی اور میرا الگ شان ہوتا یہ قول لعان کی شہادت کے بجائے قسم کی دلیل ہے کیونکہ اس میں لعان کو قسم قرار دیا ہے۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن قدامہؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَلِأَنَّ اللِّعَانَ يَمِينٌ، فَلَا يَفْتَقِرُ إلَى مَا شَرَطُوهُ، كَسَائِرِ الْأَيْمَانِ، وَدَلِيلُ أَنَّهُ يَمِينٌ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَوْلَا الْأَيْمَانُ، لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ** [12]

لعان قسم ہے اس لئے دیگر قسموں کی طرح کسی بھی شرط کا محتاج نہیں اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان

ہے کہ اگر قسم نہ ہوتا تو میرا اور تمھارا (اس معاملہ میں) الگ شان ہوتا۔

**احناف اور مالکیہ کی رائے:۔**

"احناف اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ لعان شہادت ہے اس حال میں کہ اس کو قسموں کے ذریعے موکد کیا جائے گا جو کہ لعنت اور غضب کے ذریعے مضبوط کیا جائے گا۔"(13)

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**قَالَ أَصْحَابُنَا: إنَّ اللِّعَانَ شَهَادَةٌ مُؤَكَّدَةٌ بِالْأَيْمَانِ مَقْرُونَةٌ بِاللَّعْنِ**(14)

"ہمارے اصحاب کے ہاں لعان قسم سے مؤکد شہادت ہے جس کے ساتھ لعنت بھی شامل ہے۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن رشدؒ نے یوں نقل کی ہے:

**فدل على أن اللعان شهادة والعبد والمحدود والنصراني لا تجوز شهادته**(15)

"لعان شہادت ہے لہٰذا غلام، حد قذف والا اور نصرانی کی شہادت جائز نہیں۔"

**احناف اور مالکیہ کی رائے کی دلیل:**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّه لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ**(16)

"ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر چار بار شہادت دے۔"

**لعان کی اہلیت:**

لعان کی اہلیت کے بارے میں عبد الرحمٰن الجزیری مختلف فقہاء کی رائے کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کی رائے:**

"شوافع، مالکیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی قسم معتبر تسلی ہوتا ہے، اس کا لعان بھی صحیح تسلیم کیا جائے گا۔ لہٰذا میاں بیوی چاہے دونوں آزاد ہو یا غلام، عادل ہو یا فاسق، سزا یافتہ ہو یا غیر سزا یافتہ یا ان میں سے ایک آزاد اور دوسرا غلام ہو، یا خاوند مسلمان ہو جب کہ بیوی ذمی ہو تو ان سب کے درمیان لعان معتبر ہوگا۔"(17)

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ماوردیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**اللِّعَانُ يَمِينٌ تَصِحُّ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ صح طَلَاقه وَظِهَاره وَمَعَ كُلِّ زَوْجَةٍ صَحَّ مِنْهَا فِعْلُ الزِّنَا، سَوَاءٌ كَانَا مُسْلِمَيْنِ أَوْ كَافِرَيْنِ أَوْ أَحَدُهُمَا مُسْلِمًا وَالْآخِرُ كَافِرًا، وَسَوَاءٌ كَانَا حُرَّيْنِ أَوْ مَمْلُوكَيْنِ، أَوْ أَحَدُهُمَا حُرًّا وَالْآخَرُ مَمْلُوكًا، وَسَوَاءٌ كَانَا عَفِيفَيْنِ أَوْ مَحْدُودَيْنِ فِي قَذْفٍ أَوْ أَحَدُهُمَا عَفِيفًا وَالْآخَرُ مَحْدُودًا** [18]

"لعان قسم ہے جو ہر اس شخص کا صحیح ہوتا ہے جس کا طلاق اور ظہار صحیح ہوتا ہو اور اس بیوی کے ساتھ جس سے زنا کا ارتکاب ممکن ہو خواہ وہ دونوں مسلمان ہو یا کافر یا ایک مسلمان ہو اور دوسرا کافر خواہ دونوں آزاد ہو یا غلام یا ایک آزاد اور دوسرا غلام خواہ دونوں عفیف ہو یا ایک پاکدامن اور دوسرے پر حد جاری کیا جاچکا ہو۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام قاضی عبدالوھابؒ نے یوں نقل کی ہے:

**اللعان عندنا يمين خلافًا لأبي حنيفة في قوله: إنها شهادة وفائدة الخلاف أنه يصح ممن تقبل شهادته ومن لا تقبل شهادته**[19]

"ہمارے ہاں لعان قسم ہے بخلاف امام ابو حنیفہؒ کے، ان کے ہاں شہادت ہے، اختلاف کا فائدہ یہ ہے کہ لعان ہر کسی کا قبول کیا جائے گا خواہ اس کی گواہی قابلِ قبول ہو یا نہ ہو۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابو الخطاب الکلوذانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**يَصُحُّ اللعَانُ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَالِغٍ عَاقِلٍ سَواءٌ كَانَ الزَّوْجَانِ مُسْلِمَينِ، أَوْ ذِمِّيينِ، أَوْ رَقِيقَينِ، أَوْ فَاسِقَينِ، أَوْ مُسْلِمٌ وذِمِّيَّةٌ، أَوْ حُرٌ وأَمَةٌ، أَوْ عَدْلٌ وفَاسِقَةٌ فِي أَصَحِّ الرِّوايَتَينِ** [20]

"صحیح ترین روایت کے مطابق لعان ہر اس عاقل و بالغ جوڑے کا صحیح ہوتا ہے خواہ وہ دونوں مسلمان ہو یا ذمی، غلام ہو یا فاسق یا ایک مسلمان اور دوسرا ذمی اور ایک آزاد اور دوسرا غلام یا لونڈی یا ایک عادل اور دوسرا نافرمان ہو۔"

**مذکورہ رائے کی دلیل:**

ائمہ ثلاثہ کی اس بارے میں دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

**وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّه لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ**[21]

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے۔"

مذکورہ آیت میں عموم ہے لہٰذا تخصیص کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ائمہ ثلاثہ کے درج بالارائے کی وضاحت کرتے ہوئے عبد الرحمان الجزیری درج ذیل وجوہات بیان کرتے ہیں:

1. لعان سے مقصود بے عزتی اور اپنی طرف زنا سے پیدا شدہ اولاد کو منسوب کرنے سے بچنا ہے جس طرح ایک باکردار، نیک اور عادل آدمی کو اس کی حاجت اور ضرورت ہوتی ہے۔ تو اسی طرح ایک بد کردار اور سزا یافتہ آدمی بھی اس کا محتاج ہوتا ہے۔ تو اس کے لیے لعان جائز ہے۔
2. اس پر سب کا اجماع ہے کہ فاسق اور اندھے شخص کا لعان بھی صحیح ہوتا ہے۔اگرچہ یہ دونوں گواہی کے اہل نہیں ہے۔ اسی طرح ان دونوں کے علاوہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔سب میں مشترک یہ ہے کہ زنا کے عار سے دور رہنے کی ضرورت ہے۔

**احناف کی رائے:**

"احناف فرماتے ہیں کہ جب خاوند شہادت کا اہل نہ ہو یہ، مثلاً غلام ہو، یا محدود فی القذف ہو یا کافر ہو تو اس کا لعان صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح بیوی جب کہ اس پر کسی اجنبی آدمی نے تہمت لگائی ہو تو اس پر حد قذف واجب نہیں ہوتا مثلاً بیوی مملوکہ (لونڈی) ہو یا ذمیہ ہو یا محدود فی القذف ہو یا بچی ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو اس پر (خاوند پر) حد نہیں ہے اور نہ ہی لعان ہے، اس لیے کہ مانع اس کی طرف سے ہے۔ پس یہ ایسا ہوا جیسا کہ اس نے بیوی پر الزام لگایا تو وہ اس الزام میں سچا ہے۔"[22]

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن مودود الموصلیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَإِذَا لَمْ يَكُنِ الزَّوْجُ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ فَعَلَيْهِ الْحَدُّ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ وَهِيَ مِمَّنْ لَا يُحَدُّ قَاذِفُهَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ وَلَا لِعَانَ وَيُعَزَّرُ**

"جب خاوند شہادت کی اہلیت نہیں رکھتا تو اس پر حد جاری کیا جائے گا۔ اگر شہادت کی اہلیت تو

رکھتا ہے لیکن اس کی بیوی ان عورتوں میں سے ہے جس پر زنا کا الزام لگانے سے حد قذف لازم نہیں ہوتا تو پھر بھی حد لازم نہیں ہو گا بلکہ تعزیر لازم ہو گا۔"

**احناف کی دلیل:**

احناف اپنی رائے کے لیے دلیل میں عبداللہ بن عمر بن العاص کی روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُنَّ وَبَيْنَ أَزْوَاجِهِنَّ مُلَاعَنَةٌ: النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ، وَالْأَمَةُ تَحْتَ الْعَبْدِ، وَالْأَمَةُ تَحْتَ الْحُرِّ، وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْعَبْدِ** [23]

"چار قسم کی خواتین کے خاوند کے ساتھ لعان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کے نکاح میں یہودی ہو، عیسائی عورت ہو، آزاد عورت غلام کے نکاح میں ہو اور آزاد آدمی کے نکاح میں لونڈی۔"

**گونگے کے لعان کا حکم:**

**احناف کی رائے:**

احناف کہتے ہیں کہ گونگے کا الزام لگانا اور لعان کرنا شکوک و شبہات کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر یا اس کی وجہ سے حد جاری نہیں ہو گا۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام مرغینانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وقذف الأخرس لا يتعلق به اللعان " لأنه يتعلق بالصريح كحد القذف**[24]

"گونگے کی تہمت لعان کے ساتھ متعلق نہیں کیونکہ لعان کا تعلق قذف کی طرح صریح الفاظ سے ہے۔"

**مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کی رائے:**

"مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کہتے ہیں کہ گونگے کا الزام صحیح ہے اور اس کا اپنی بیوی سے لعان کرنا بھی صحیح ہے۔ جب وہ اس کا اشارہ قابل فہم ہو اور اس سے سے اس کا ارادہ اور مقصد واضح ہو تا ہو اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ اسانی سے سمجھ آتا ہو۔ یا اس کی لکھائی اچھی ہو اور باسانی سمجھ جاتی ہو۔ اس حال میں گونگے پر لازم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص لکھ سکتا ہو یا تہمت کی طرف اشارہ کر سکتا ہو اور اس کے اس اشارے کو لوگ سمجھ سکتے ہو تو اسے معلوم ہو گا کہ اس نے شادی شدہ عورت پر الزام لگایا اور اس پر عیب تھوپا ہے۔ پس لازم ہے کہ اس کے اشارے کو ظاہر تصور کیا جائے۔ اس کے ساتھ بولنے والے جیسا معاملہ کیا جائے گا۔"[25]

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن الفراءؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وقد أجمعنا على أن قذف الأخرس ولعانه يصح وإشارة الأخرس بالقذف إنما هي كناية عن القذف وقد صحت كذلك في الناطق**(26)

"ہمارا اس پر اتفاق ہے کہ گونگے کی قذف اور لعان معتبر ہیں اور گونگے کا اشارہ قذف کے لئے کنایہ ہے جو گویائی رکھنے والے کی طرح معتبر ہے۔"

**لعان کا طریقہ کار:**

لعان کے طریقہ کار کے بارے میں عبد الرحمان الجزیری مختلف فقہاء کرام کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فقہائے کرام کا اس پر اتفاق ہیں کہ لعان شہادت کی طرح ہے جو کہ حاکم کے سامنے ہی ثابت ہو گا۔ فقہاء مزید کہتے ہیں کہ لعان میں شرط یہ ہے کہ وہ شوہر کی طرف سے ہو چاہے شوہر نے بیوی سے ہمیشہ ہی کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور یہ بھی لعان میں شرط ہے کہ وہ بالغ، عاقل اور مسلمان ہو اور فقہاء حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ لعان کے وقت ایک جماعت مردوں کا موجود ہونا جو کہ چار عادل مردوں سے کم نہ ہو شرط ہے کیونکہ مرد کے اپنے بیان اور عورت کا اپنے اقرار سے منحرف ہونے کا احتمال موجود ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ بیوی اس کی عصمت میں نکاح صحیح کے ذریعے ہو نہ کہ نکاح فاسد کے ذریعے اور نہ ہی وہ عورت عدت میں ہو۔"(27)

**لعان کا حکم:**

**لعان سے حد قذف کا ساقط ہونا:۔**

میاں بیوی کے مابین لعان جب واقع ہو جائے تو حد ساقط ہو جاتا ہے، اس حوالے سے عبد الرحمن الجزیریؒ ائمہ ثلاثہ کی رائے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کی رائے:۔**

"شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی پر الزامِ زنا لگائے تو موجب حد قذف بن جاتا ہے۔ لیکن اس حد سے لعان کے ذریعے ہی نجات ملے گی۔ جیسے اجنبی عورت پر الزام لگانے والا موجب حد ہوتا ہے لیکن وہ حد سے گواہان کے ذریعے نجات پاتا ہے۔" (28)

شافعی مکتب فکر کے فقہاء امام الحرمین نے یوں نقل کی ہے:

**وأما موجَب قذفه، فالحد، ولكن يدرؤه اللعان، فإن لم يلتعن، حُدّ كل واحد منهما لصاحبه**(29)

"اگر لعان سے انکار کریں تو حدِ قذف لازم ہو گا البتہ لعان کو ختم ہو جائے گا اور اگر لعان نہیں کیا تو دونوں پر اپنے مقابل کے حق میں حد جاری کیا جائے گا۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی امام ابن شاش نے یوں نقل کی ہے:

**ولو امتنع الزوج عن اللعان، فلما عرض للحد التعن، فله ذلك**(30)

"اگر خاوند لعان کرنے سے انکار کرے لیکن جب حد کے لیے پیش کیا جائے تو وہ لعان کر دیتا ہے۔ تو ان کے لیے لعان کا حق ثابت ہو گا۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام خرقی نے یوں نقل کی ہے:

**اللعان الذي يبرأ به من الحد أن يقول الزوج بمحضر من الحاكم أشهد بالله لقد زنت ويشير إليها**(31)

اگر کوئی حاکم کے روبرو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا ہے اور بیوی کی طرف اشارہ کرے تو یہ لعان تصور ہو گا اور حد قذف سے بچ جائے گا۔"

**مذکورہ رائے کی دلیل:**

اگر خاوند لعان سے انکار کریں تو حد قذف اس پر لازم ہو جاتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہلال بن امیہ سے اس وقت فرمایا جب اس نے اپنی بیوی پر الزام لگایا تھا **البَيِّنَةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ**(32)

"یا تو تم گواہ پیش کرو یا تیری پیٹھ پر حد جاری کیا جائے گا۔"

جب خاوند لعان کرے اور بیوی لعان سے گریز کرے تو بیوی پر حد جاری ہو گا اور جب وہ خاوند کی بات کی تصدیق کرے تو بھی اس پر حد زنا قائم کیا جائے گا۔ اس لیے کہ مذکورہ تینوں ائمہ کے نزدیک ایک بار بھی زنا کا اقرار موجب حد تصور کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّه لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ**(33)

"اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے، یہ شخص (اپنے الزام میں) جھوٹا ہے۔"

قرآن مجید کی مذکورہ آیت حد پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر بیوی لعان سے گریز کرتی ہے تو اس کو سزا دی جائے گی۔ کیونکہ لعان سے انکار ثابت کرتا ہے کہ اس کا خاوند سچا ہے اور وہ مجرم ہے۔

اگر خاوند نے بیوی پر الزام تو لگایا لیکن اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے کوئی اس کے پاس گواہ نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند اپنے مدعیٰ میں جھوٹا ہے۔ لہٰذا اب خاوند پر حد قذف جاری ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ[34]

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسی کوڑے مارو۔"

حدیث سے یہی کچھ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خولہؓ سے فرمایا جس وقت اس کے خاوند نے اس پر الزام لگایا تھا:

فالرجم أهون عليک من غضب الله تعالیٰ

"رجم ہونا تیرے لیے اللہ تعالیٰ کے غضب سے زیادہ آسان ہے۔"

**احناف کی رائے:**

"احناف کہتے ہیں کہ جب خاوند لعان سے گریز کرے تو اس وقت تک اسے قید کر دیا جائے جب تک کہ لعان نہ کرے کیونکہ لعان کرنا اس پر قرآن کریم کی نص سے واجب ہے۔ خاوند کو اختیار ہے کہ وہ لعان کرے یا اپنے آپ کی تکذیب کرے۔ اگر اپنے الزام کو جھوٹا قرار دیا تو اس پر حد قذف جاری کیا جائے گا کیونکہ الزام لگانا موجب سزا سے خالی نہیں ہے۔" (35)

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام جمال الدین البابرتیؒ نے یوں نقل کی ہے:

فَإِنْ امْتَنَعَ الزَّوْجُ عَنْ اللِّعَانِ حَبَسَهُ الْحَاكِمُ حَتَّى يُلَاعِنَ أَوْ يُكَذِّبَ نَفْسَهُ لِأَنَّهُ حَقٌّ مُسْتَحَقٌّ عَلَيْهِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى إيفَائِهِ فَيُحْبَسُ بِهِ حَتَّى يَأْتِيَ بِمَا هُوَ عَلَيْهِ أَوْ يُكَذِّبَ نَفْسَهُ لِيَرْتَفِعَ السَّبَبُ

"جب شوہر لعان سے انکار کرے تو حاکم لعان کرنے تک یا اپنے الزام کو جھوٹا قرار دینے تک ان کو جیل میں ڈالے گا کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے اور وہ اس کے پورا کرنے پر قادر ہے، لہٰذا قید کر دیا جائے گا، یہاں تک وہ اپنے اوپر لازم حق ادا کریں یا اپنے آپ کو جھوٹا قرار تاکہ سبب ختم ہو جائے۔"

بیوی کے لعان سے انکار کے متعلق عبد الرحمٰن الجزیری احناف کی رائے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر عورت لعان یا پھر اقرار جرم سے انکار کرے تو اس کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ لعان نہ کرے یا تو وہ خاوند کی تصدیق کرے تو پھر لعان کی ضرورت نہیں رہے گی اور اس عورت پر حد زنا جاری نہیں کیا جائے گا کیونکہ حد کو نافذ کرنے کی شرط یہ ہے کہ زانی یا زانیہ گواہی کے مثل چار بار اقرار کرے۔ لیکن یہاں عورت نے لعان سے انکار کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔ حالانکہ انکار نہ تو ارتکابِ زنا کی شہادت ہے اور نہ ہی عورت کے اقرار زنا ہے۔ (36)

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ اگر خاوند اپنی بیوی پر الزامِ زنا لگائے تو اس کے لئے دو ہی راستے ہیں یا اپنے الزام کو ثابت کریں اور اپنی بیوی سے ہمیشہ کے لیے جدائی اختیار کریں یا اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے کر حد قذف کے اسی (80) کوڑے کی سزا بھگتنے کو تیار ہو گا اور انکار کی صورت میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے کے لئے تیار ہو جائے یہ تمام تر اقدامات معاشرے کو پاکیزہ بنانے کے لئے اٹھائے گئے ہیں۔ البتہ عورت کے لئے بھی دو راستے ہیں یا اقرار کریں اور رجم کے لئے تیار ہو جائے اور اگر وہ لعان سے انکار کرے تو اس پر کوئی حد لاگو نہیں ہو گا۔

**طلاق کے بعد لعان کا حکم:**

**احناف کی رائے:**

"احناف کہتے ہیں کہ اگر آدمی اپنی اس بیوی کو جس پر زنا کا الزام لگایا ہے تہمت کے بعد تین طلاق یا طلاق بائن دے دیں تو دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان نہیں ہو گا اور نہ حد قذف جاری ہو گا۔ اگر شوہر اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے تین طلاق ہے۔ پھر کہا اے زانیہ۔ تو اس پر حد ہے، لعان نہیں ہے۔ حد اس لیے ہے کہ اس نے ایک اجنبی عورت پر الزام لگایا اور اگر اس نے کہا کہ اے زانیہ تجھے طلاق ہے۔ تو اس پر نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی لعان۔ کیونکہ اس کو تین طلاق لعان کے وجود کے بعد واقع ہوئی ہے۔ تو علیحدگی کے ذریعے اس سے حد ساقط ہو گیا۔"(37)

اگر کسی شخص نے چار بیویوں پر تہمت لگائی تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ لعان ہو گا اور اگر چار اجنبی عورتوں پر تہمت لگائی تو ان کے لیے ایک ہی حد ہو گا۔ اس میں فرق یہ ہے کہ دوسرے مسئلہ میں مقصد زجر ہے اور ایک ہی بار حد دینے سے وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ جہاں تک پہلا مسئلہ ہے۔ تو لعان سے مقصود تہمت لگی ہوئی عورت سے شرمندگی کو دور کرنا ہے اور اس کے نکاح کو باطل کرنا ہے اور یہ ایک کی لعان سے حاصل نہیں ہوتا اور اگر اس خاوند نے اس بیوی سے کہا کہ تیرا یہ حمل مجھ سے نہیں ہے تو لعان نہیں ہو گا۔ کیونکہ حمل کے قیام سے یقین نہیں آتا۔ پس تہمت شمار نہیں ہو گی اور اگر اس نے اپنی آزاد بیوی کے بچے سے انکار کیا اور بیوی نے اس کی تصدیق کی۔ نہ تو لعان ہے اور نہ ہی حد اور وہ بچہ ان دونوں ہی کا ہو گا اور اس کے انکار کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ اس لیے کہ نسب (باپ کے ساتھ نسب کا قائم ہونا) بچے کا حق ہے۔ ماں اپنے بچے کے حق کو ساقط کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ پس اس (ماں) کی تصدیق سے بچے کے نسب کی انتفاء نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کی تصدیق کی وجہ سے حد اور لعان دیا جا سکتا ہے اور یہ اس (بیوی) کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے بعد وہ یہ گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور یقیناً اس نے اس کے سچے ہونے کے بارے میں کہا ہے۔ اور لعان جب متعذر (ناممکن) ہے تو نسب کی نفی بھی ناممکن ہے اور اگر تہمت کے بعد خاوند نے بیوی کو طلاق رجعی دی تو زوجیت باقی رہنے کی وجہ سے لعان واجب ہو گا اور اگر اس نے طلاق بائن کے بعد نکاح کیا اور اس تہمت سے نہ لعان ہے اور نہ ہی حد قذف۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن مودود الموصلیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَلَوْ طَلَّقَهَا بَعْدَ الْقَذْفِ ثَلَاثًا أَوْ بَائِنًا فَلَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ، وَلَوْ كَانَ رَجْعِيًّا لَاعَنَ لِقِيَامِ الزَّوْجِيَّةِ، وَلَوْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ الطَّلَاقِ الْبَائِنِ فَلَا لِعَانَ وَلَا حَدَّ بِذَلِكَ الْقَذْفِ**[38]

"اگر قذف کے بعد خاوند نے بیوی کو تین طلاق یا طلاق بائن دیا تو اس پر نہ حد لاگو ہو گا اور نہ ہی لعان لازم ہو گا اگرچہ طلاق رجعی ہو کیونکہ لعان زوجیت کے وقت ہوتا ہے اور اگر اس نے طلاق بائن کے بعد نکاح کیا اور اس تہمت سے نہ لعان ہے اور نہ ہی حد قذف۔"

## لعان سے متعلق احکامات

### 1۔ تفریق زوجین:

میاں بیوی جب لعان کریں تو اس کے بعد دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو جاتی ہے، اس

حوالے سے عبد الرحمن الجزیریؒ مختلف فقہاء کی آراء نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**احناف اور حنابلہ کی رائے:**

"حنفی اور حنبلی فقہاء فرماتے ہیں کہ لعان سے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی واقع نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم ان دونوں کے درمیان جدائی کا حکم نہ دے اور نہ ہی حاکم کے فیصلے کے صادر ہونے سے پہلے تفریق واقع ہوتی ہے۔"[39]

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام مرغنانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وإذا التعنا لا تقع الفرقة حتى يفرق القاضي بينهما** [40]

"جب میاں بیوی لعان کریں تو قاضی کے تفریق کرنے تک دونوں جدا نہیں ہونگے۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابو الخطاب الکلواذانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ولا تَقَعُ الفُرْقَةُ وزَوَالُ الفِرَاشِ إلا بِلِعَانِهِمَا وتَفْرِيقِ الحَاكِمِ بَيْنَهُمَا** [41]

"میاں بیوی کے درمیان جدائی اور بستر علیحدہ کرنا لعان اور حاکم کی تفریق ہی سے ہو گا۔"

**احناف کے دلائل:**

احناف اپنے مسلک کے ثبوت کے لیے سہل بن سعدؓ کے اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جو بنو عجلان واقعہ کے متعلق ہے۔

**فَلَمَّا فَرَغَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلاَثًا، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ** [42]

"لعان کرنے والوں میں یہ طریق کار گزرا ہے کہ ان دونوں کے درمیان تفریق اور علیحدگی کرادی جائے کہ وہ پھر کبھی بھی جمع نہ ہو سکیں اور وہ روایت بھی جو عویمر کے واقعہ کے بارے میں ہے۔ جب دونوں (عویمر، اور اس کی بیوی) لعان سے فارغ ہوگئے تو عویمر نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! اگر میں اس عورت کو رکھ لوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔ پس میں اسے تین طلاق دیتاہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی، اس نے بیوی کو تین طلاقیں دے دی۔"

اس حدیث سے احناف کئی وجوہ سے استدلال کرتے ہیں۔

1. اگر صرف لعان ہی سے علیحدگی ہو جاتی تو عویمر کا یہ کہنا کہ: **كذبت عليها ان اسكنها** "اگر میں اس کو اپنے

ساتھ رکھ لوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔" باطل ہوتا ہے تو اس کا اپنے ساتھ رکھنا ناممکن ہوتا۔

2. اس روایت میں بتایا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو نافذ قرار دیا اور طلاق کا نافذ فرمانا اس صورت میں ممکن ہے جب کہ لعان کی وجہ سے علیحدگی نہ ہوئی ہو۔

3. اس حدیث کے بارے میں جو کچھ حضرت سہل بن سعد نے فرمایا: **مضت السنة فی المتلاعنین ان یفرق بینهما ولا یجتمعان ابداً** لعان کرنے والوں کے بارے میں یہ سنت گزر چکا ہے کہ ان دونوں کے درمیان علیحدگی، جدائی کر دی جائے اور پھر لعان کے بعد وہ کبھی نہ اکھٹے ہو سکیں۔" ابن عباسؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **المتلاعنان اذا**"جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لعان کر کے جدا ہو جائے تو وہ پھر کبھی بھی جمع اور اکھٹے نہیں ہو سکیں گے۔"

**شوافع کی رائے:**

"شوافع فرماتے ہیں کہ شہادت اور لعان کے پورے ہوتے ہی خاوند کا اپنی بیوی پر سے حق زوجیت زائل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے بیوی اس پر حلال نہیں ہوتی۔ چاہے بیوی نے لعان کیا ہو یا نہ کیا ہو۔"[43]

**شوافع کی دلیل:**

شوافع بطور دلیل قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

**وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّه لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ**[44]

"اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے یہ شخص (اپنے الزام میں) جھوٹا ہے۔"

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کے لعان کا اس کے علاوہ اور کوئی تاثیر نہیں کہ عورت (بیوی) کی سزا دفع اور ساقط ہو جائے گی۔ لعان سے جتنے احکام واجب ہوتے ہیں وہ سب خاوند کے لعان کرنے سے ہوتے ہیں۔"

**مالکیہ، لیث اور امام زفر کی رائے:**

"مالکیہ، لیثؒ اور زفرؒ فرماتے ہیں کہ جب دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہو جائے تو دونوں میں علیحدگی واقع ہو جائے گی، خاص کر عورت کے لعان کے بعد، اگرچہ حاکم نے ان کے درمیان تفریق اور جدائی نہ کرائی

ہو۔"[45]

مالکی مکتب فکر کے فقہا کی مذکورہ رائے امام ابو سعید بن البرزعیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**اللعان تقع الفرقة بين الزوجين، وإن لم يفرق بينهما الإمام، ثم لا تحل له أبداً وإن أكذب نفسه** [46]

"میاں بیوی کے درمیان لعان ہی سے جدائی آجاتی ہے اگرچہ امام نے تفریق نہ کی ہو پھر ہمیشہ کے لئے ان پر حرام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے۔"

امام زفرؒ کی مذکورہ رائے امام مرغنانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**قال زفر تقع بتلاعنهما لأنه تثبت الحرمة المؤبدة بالحديث** [47]

امام زفرؒ فرماتا ہے کہ حدیث کی رو سے لعان کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان ابدی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

**مالکیہ کی دلیل:**

جہاں تک مالکیہ کی حجت اور دلیل کی بات ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر لعان کے بعد میاں بیوی دونوں اپنی رضامندی سے نکاح کو باقی رکھنا چاہے تو اس کی اجازت نہ دی جائے گی۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان جدائی واقع کی جائے گی۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اگر حاکم ان کے درمیان تفریق نہ بھی کرلے تب بھی علیحدگی واجب ہو گی۔

**خلاصہ بحث:**

ابو بکر رازیؒ نے فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ کا قول آیت کے خلاف ہے کیونکہ اگر خاوند کے لعان سے جدائی واقع ہو گئی۔ عورت لعان کرے تو یہ لعان اب بیوی کا نہیں ہے بلکہ ایک اجنبی عورت کا ہو گا۔ جو کہ آیت کے منشا ء کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان ہی لعان واجب کیا ہے، کیونکہ لعان ایک شہادت ہے۔ اس کا حکم حاکم ہی کے سامنے ثابت ہوتا ہے۔ علیحدگی صرف حاکم کے فیصلے سے لازم ہو جاتی ہے جیسا کہ حاکم کے فیصلے ہی سے جس کے لیے شہادت دی گئی ہو اس کی شہادت ثابت ہو گی۔ کیونکہ لعان کا عورت کو اپنے بارے میں حق حاصل ہے۔ جیسا کہ مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حق ہے۔ حالانکہ مدعی نے جس چیز کے بارے میں دعویٰ کیا ہے اس کا حق اس سے حاکم کے فیصلے سے ہی ملتا ہے۔ اسی طرح عورت کے حق کو

اس کے اپنے بارے میں حاکم کے فیصلے کے صادر کرنے سے لازم ہو گا۔

لعان میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جس سے معلوم ہو کہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو گئی۔ زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہو سکتا ہے کہ عورت نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور اگر اس عورت کے زنا کے ارتکاب پر گواہ قائم کر دیئے گئے یا عورت نے ارتکاب زنا کا اقرار کیا تو اس سے عورت خاوند پر حرام نہ ہو گی۔ یہی صورت لعان کی بھی ہے۔ جب تک کہ اس کے بارے میں تحریم (حرمت) کی دلالت نہ پائی جائے۔ تو لازم ہے کہ اس کے ذریعے (لعان کے ذریعے) تفریق کو واقع نہ کیا جائے گا۔ پس ضروری ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تفریق اور علیحدگی ہو جائے۔ یہ علیحدگی یا تو خاوند کی طرف سے ہو یا پھر حاکم کی طرف سے ہو۔

**2۔ ابدی حرمت:**

عبدالرحمٰن الجزیریؒ لعان کے بعد زوجین کے ابدی حرمت کے حوالے سے فقہاء کی اراء نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**ائمہ ثلاثہ و دیگر فقہاء کی رائے:**

"شوافع، مالکیہ، حنابلہ، امام ابو یوسفؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ لعان کرنے والے جدائی کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ کبھی بھی جمع اور اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ یہی قول حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا بھی ہے۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن حجر الھیتمیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَيَتَعَلَّقُ بِلِعَانِهِ أَيْ الزَّوْجِ وَإِنْ كَذَبَ أَيْ بِفَرَاغِهِ مِنْهُ وَلَا نَظَرَ لِلِعَانِهَا (فُرْقَةٌ) أَيْ فُرْقَةُ انْفِسَاخٍ (وَحُرْمَةٌ) ظَاهِرًا وَبَاطِنًا (مُؤَبَّدَةٌ) فَلَا تَحِلُّ لَهُ بَعْدُ بِنِكَاحٍ وَلَا مِلْكٍ لِخَبَرِ الشَّيْخَيْنِ «لَا سَبِيلَ لَك عَلَيْهَا**(48)

"میاں بیوی کی جدائی لعان کے ساتھ متعلق ہو گا اگرچہ وہ جھوٹا ہو قطع نظر جدائی فسخ سے ہو یا حرمتِ ظاہری یا باطنی سے ہو شیخین کی روایت کے رو سے کہ **لَا سَبِيلَ لَك عَلَيْهَا** (آپ کے لئے اس پر کوئی راستہ نہیں) میاں بیوی کے لئے ہمیشہ حلال نہیں ہو سکتا۔"

**مذکورہ فقہاء کی دلائل:**

حدیث شریف میں ہے:

**عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا** (49)

"آپس میں لعان کرنے والے جب ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تو کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔"

حضرت علیؓ، حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ میں ایک دوسرے کے ساتھ لعان کرنے والے کبھی اکھٹے نہیں ہو سکتے۔

**احناف کی رائے:**

احناف فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنے الزام کی تکذیب کرے تو اس پر حد جاری کیا جائے گا اور عقد نکاح ختم ہو جائے گا۔ اس کے لیے نئے سرے سے نکاح حلال ہو جائے گا۔ پس اس عورت کی حرمت ایک مقرر وقت تک کے لیے ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام فخر الدین زیلعیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**(وَلَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا) أَيْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِهَا بَعْدَمَا أَكْذَبَ نَفْسَهُ، وَحُدَّ وَهَذَا عِنْدَهُمَا، وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ لَيْسَ لَهُ ذَلِكَ** (50)

امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں (میاں) کے لئے اس بیوی سے اپنے آپ کی تکذیب اور حد (قذف) جاری ہونے کے بعد نکاح کرنا جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

**احناف کی دلیل:**

احناف نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بطور دلیل پیش کیا ہے:

**وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ** (51)

"محرمات مذکورہ کے علاوہ باقی تمام عورتیں ہمارے لیے حلال ہیں۔"

**فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ**(52)

"پس تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمھیں پسند ہو۔"

**3۔ بعد از لعان مہر کا حکم:**

جب میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جائے تو بیوی کے مقرر شدہ مہر کے بارے میں عبد الرحمان الجزیری مختلف فقہاء کی رائے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جب لعان پورا ہو جائے تو بیوی کا عقد نکاح فسخ ہو جائے گا اور وہ عورت اس مال کے مستحق ہو گی جو اس کو بطور مہر دیا گیا تھا۔ چونکہ خاوند نے لعان سے پہلے

اس سے جنسی تمتع حاصل کر لیا ہے "[53]

**مذکورہ رائے کی دلیل:**

مذکورہ بالا رائے کے لیے بطور دلیل اس حدیث کو پیش کیا جاتا ہے:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں سے فرمایا:

**حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لاَ سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا» قَالَ: مَالِي؟ قَالَ: «لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ» قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ، سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ لاَعَنَ امْرَأَتَهُ، فَقَالَ: بِإِصْبَعَيْهِ وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ، السَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي العَجْلاَنِ "، وَقَالَ: «اللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ» ثَلاَثَ مَرَّاتٍقَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ**[54]

"تمہارا حساب اللہ پر ہے اور تم میں سے ایک جھوٹا ہے اور تیرے لیے اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے مال کا کیا بنے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس مال پر تیرا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تم الزام لگانے میں سچے ہو تو اس مال کے بدلے تو عورت نے اپنی شرمگاہ کو تیرے لیے حلال کیا تھا اور اگر الزام لگانے میں تم جھوٹے ہو تو اس نے تجھے اس سے اور دور کر دیا ہے۔"

**4۔ لعان کے دورانِ عدت بیوی کے نان ونفقہ کا حکم:**

جب لعان کا معاملہ اختتام پذیر ہو جائے تو اس کے بعد دوران عدت بیوی کے نان ونفقہ اور دیگر ضروریات کے بارے میں عبد الرحمان الجزیریؒ فقہاء کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فقہائے کرام کا اس پر اتفاق ہیں کہ جس عورت کا نکاح لعان کے ذریعے سے فسخ ہوا ہے تو وہ عدت کے دوران نان نفقہ اور سکونت کی مستحق نہیں ہے۔ اس لیے کہ عورت نان نفقہ کی مستحق طلاق کی عدت میں ہوتی ہے نہ کہ نکاح کے فسخ ہونے کی عدت میں۔ اسی طرح سکونت کے بارے میں بھی ہے اور جو کہتا ہے کہ لعانِ طلاق ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ نان ونفقہ اور سکونت خاوند پر واجب ہے۔"[55]

**5۔ متلاعنین کے اولاد کا حکم:**

متلاعنین کے اولاد کے بارے میں عبد الرحمان الجزیری فقہاء کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**فقہاء کی رائے:**

"لعان کرنے کے بعد اولاد اس کی ماں کی طرف منسوب کی جائے گی اور وہ اپنی ماں سے میراث لے گی۔ اسی طرح بیٹے کے پہلے فوت ہونے کی صورت میں ماں وارث ہو گی۔"

**مذکورہ رائے کی دلیل:**

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے:

**وَقَضَى أَنْ لَا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ، وَلَا قُوتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ، وَلَا مُتَوَفًّى عَنْهَا،**(56)

"آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے ذمہ (خاوند پر) نہ تو اس عورت کا خوراک ہے اور نہ ہی مکان ہے اس لیے کہ ان دونوں کے درمیان جدائی طلاق کے بغیر کر دی گئی ہے اور نہ ہی اس کا خاوند فوت ہوا ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لاَعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.**(57)

"عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کی اور بچے کو والد سے نفی کر کے ماں کے ساتھ منسوب کیا۔"

**لعان کی صورتیں**

**1۔ بیوی پر معین شخص کے ساتھ الزام زنا:**

اگر شوہر اپنی بیوی پر کسی معین فرد کے ساتھ زنا کرنے کا الزام لگائے، تو اس بارے میں فقہاء کی آراء کو نقل کرتے ہوئے عبد الرحمان الجزیری لکھتے ہیں:

**احناف اور مالکیہ رائے:**

"احناف اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی پر ایک معین (مخصوص) آدمی کے ساتھ زنا کا الزام لگایا۔ پس اس نے کہا کہ تیرے ساتھ فلاں شخص نے زنا کیا ہے تو بیوی سے لعان کرے گا اور اس آدمی پر جس نے تہمت لگائی ہے حد لاگو ہو گا۔ اگر وہ حد کا مطالبہ کرے اور حد قذف لعان سے ساقط نہیں ہوتا۔"(58)

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن عبد البرؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ولو رمى امرأته برجل بعينه فطلب الرجل حقه في ذلك جلد له الزوج ولاعن امرأته**(59)

"اگر کسی نے اپنی بیوی پر معین شخص کے ساتھ زنا کرنے کا الزام لگایا اور اس شخص نے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو شوہر پر حدِ قذف اور بیوی پر لعان لازم ہو گا۔"

**شوافع کی رائے:**

"شوافع کا راجح قول ہے کہ ان دونوں کے لیے اس پر ایک ہی حد واجب ہو گا اور دوسری رائے یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے حد ہے۔ پس اگر اس کے لعان میں تہمت کا ذکر کیا ہو تو اس سے حد ساقط ہو جائے گا۔"(60)

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام شافعیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَرَمَى الْعَجْلَانِيّ امْرَأَتَهُ بِرَجُلٍ بِعَيْنِهِ فَالْتَعَنَ وَلَمْ يُحْضِرْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْمِيَّ بِالْمَرْأَةِ وَالْتَعَنَ الْعَجْلَانِيّ اسْتَدْلَلْنَا عَلَى أَنَّ الزَّوْجَ إذَا الْتَعَنَ لَمْ يَكُنْ لِلرَّجُلِ الَّذِي رَمَاهُ بِامْرَأَتِهِ عَلَيْهِ حَدٌّ وَلَوْ كَانَ أَخَذَهُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** (61)

"(عویمر) عجلانی نے اپنی بیوی پر معین شخص کے ساتھ (زنا) کا الزام لگایا تھا تو عجلانی اور اس کی بیوی نے لعان کیا لیکن لعان کے وقت نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو حاضر نہیں کرایا جس پر الزام لگایا گیا تھا اس سے ہم نے استدلال کیا ہے کہ لعان کے وقت اس شخص کا حاضر ہونا اور حد کا جاری ہونا ضروری نہیں جس پر الزام لگایا گیا ہو اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے لیا تھا۔"

**حنابلہ کی رائے:**

"حنبلی فقہاء کہتے ہیں کہ ان دونوں کے لیے اس پر ایک ہی حد ہے اور اس کے لعان سے وہ ساقط ہو جائے گا۔"

**حنابلہ کی دلیل:**

**عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَأَنَا أُرَى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْهُ عِلْمًا، فَقَالَ: إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ، وَكَانَ أَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ، وَكَانَ أَوَّلَ رَجُلٍ لَاعَنَ**

فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَلَاعَنَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ،قَالَ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ(62)

"محمد سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا میرے خیال میں وہ اس پر علم رکھنے والے تھے تو اس نے فرمایا کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سمحاء کے ساتھ الزام لگایا جو کہ براء بن مالک کے ماں شریک بھائی تھے اور وہ پہلے آدمی ہے جس نے اسلام میں لعان کیا۔ کہا کہ اس نے بیوی سے لعان کیا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو دیکھنا کہ اگر وہ سفید رنگ ،سیدھے بال اور پھیلی ہوئی آنکھوں والا بچہ لے آئے تو وہ ہلال بن امیہ کا ہو گا اور اگر وہ سیاہ چشم ،گھونگھریالے بال اور پتلی پنڈلیوں والا ہے تو وہ شریک بن سمحاء کا ہو گا۔ سبط کا معنی سیدھے بالوں والے اور قضئی العین کا مطلب خراب آنکھوں والا ہے۔ اور اکحل وہ ہے جس کی آنکھوں میں سیاہی ہو (یعنی سیاہ آنکھوں والا) اور جعد سیدھے بالوں کے برعکس یا چھوٹے بالوں کے ہیں اور حمش الساقین کا معنی ہے پتلی پنڈلیاں۔"

## 2۔ انکارِ حمل

### شوافع اور مالکیہ کی رائے:

"شوافع اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ لعان دوران حمل یا وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے۔ اور اسی طرح حمل سے انکار بھی صحیح ہے۔ مگر مالکیہ اتنی شرط لگاتے ہیں کہ اس سے پہلے اس عورت کو تین حیض یا بنابر اختلاف ایک حیض آچکی ہو۔ وہ سابقہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ لعان حاملہ بیوی کے حوالے سے بھی واقع ہوتا ہے۔ اس لیے کہ حمل کا پایا جانا لعان کے قوی ہونے کا قرینہ اور اس کے وجود کی تاکید ہے۔ صرف حمل کا ہو جانا شک حاصل ہونے کا موجب ہے۔ لعان حمل کی وجہ سے بھی صحیح ہوتا ہے تاکہ خاوند کی اس عار اور شرمندگی سے جان چھوٹ جائے جو اس پر جاری ہوتا ہے۔"(63)

مالکی مکتبِ فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن شاشؒ نے یوں نقل کی ہے:

اللعان عن الحمل جائز في صلب النكاح وقال عبد الملك: إذا لاعن لنفي النسب لأجل استبرائه ولم يشاهد، فإنه لا يجب أن يلاعن وهي حامل، لجواز أن يكون ريح ينفش. وانفصل عن هذا في المشهور بأن الحمل قد يظهر ظهوراً يكون الغلط فيه نادراً، وقد علق

**الشرع عليه أحكاماً، كإيجاب النفقة، والرد بالعيب، واستدله بأن العجلاني لاعن عن الحمل** (64)

"نکاح میں حمل سے لعان جائز ہے۔عبد المالک فرماتا ہے کہ جب نسب سے انکار اور استبراء کے لئے لعان کریں اور شاہد نہ ہو تو اگر وہ حاملہ ہے تو لعان واجب نہیں کیونکہ یہ ہوا بھی ہو سکتی ہیں مشہور یہ ہے کہ حمل ظاہر ہونے میں غلطی بہت کم واقع ہوتی ہے۔اس لئے شریعت نے اس پر احکام مرتب کئے ہیں جیسے نفقہ واجب ہونا یا لونڈی کا عیب کی وجہ سے لوٹانا اور اس پر دلیل پکڑی ہے کہ (عویمر) عجلانی نے حمل سے لعان کیا تھا۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام عبد الوحد الرویانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**اللعان على الولد، فإن كان اللعان على الحمل فقد بانت وانتفي حملها منه، فإن وضعت ولدًا كان منفيًا عنه بذلك اللعان**(65)

"اگر لعان بچے سے ہو اس حال میں کہ (بیوی) کی حمل ظاہر ہو چکی ہو اور وہ حمل سے انکار کرتا ہو اگر اس نے بچہ جنا تو اس لعان کے ذریعے وہ اس سے انکاری ہو گا۔"

**احناف اور حنابلہ کی رائے:**

احناف اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ وضع حمل سے پہلے لعان کرنا اور وضع حمل سے پہلے بچے سے انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔عدم یقین کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ حمل نہ ہو۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام سرخسیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَإِذَا نَفَى الرَّجُلُ حَبَلَ امْرَأَتِهِ فَقَالَ هُوَ مَنْ زِنًا فَلَا لِعَانَ بَيْنَهُمَا وَلَا حَدَّ قَبْلَ الْوَضْعِ فِي قَوْلِ عُلَمَائِنَا**(66)

"ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ اگر آدمی حاملہ (بیوی) کے حمل سے انکار کریں اور کہے کہ یہ (حمل) زنا سے ہے تو ان دونوں کے درمیان لعان نہیں کیا جائے گا اور نہ وضع حمل سے پہلے حد (قذف) جاری ہو گا۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابن قدامہؒ نے یوں نقل کی ہے:

**لَا يَنْتَفِي الْحَمْلُ بِنَفْيِهِ قَبْلَ الْوَضْعِ، وَلَا يَنْتَفِي حَتَّى يُلَاعِنَهَا بَعْدَ الْوَضْعِ،** (67)

"وضع حمل سے پہلے خاوند کے نفی سے بچے کی نفی نہیں ہوتی اور نہ ولادت کے بعد حتی کہ لعان کریں۔"

**3۔ولادت کے بعد بچے سے انکار:**

بچے کی پیدائش کے بعد اگر خاوند اس سے انکار کر دے کہ یہ بچہ مجھ سے نہیں ہے تو اس بارے میں فقہاء کی رائے کو نقل کرتے ہوئے عبد الرحمان الجزیری فرماتے ہیں:

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خاوند اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد ہی اس سے انکار کرے تو یہ تسلیم کیا جائے گا۔ جب بچے کی ولادت کے کافی عرصہ گزر جانے کے بعد انکار کیا تو یہ انکار نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ اس نے بچے کی مبارک باد قبول کر لی ہے اور ولادت کے اخراجات برداشت کر دیئے ہیں اور دوستوں کے تحفے بھی قبول کئے ہیں۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد ایک عرصہ بھی گزر گیا اور بیوی کو اپنے پاس اس کا یہ کام واضح طور پر بچے کا اعتراف کرنا ہے۔ اس کے بعد بچے سے انکار کرنا صحیح اور درست نہیں ہے۔"

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کا مذکورہ رائے امام مرغنانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وإن نفاه بعد ذلك لاعن ويثبت النسب هذا عند أبي حنيفة وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله يصح نفيه في مدة النفاس " لأن النفي يصح في مدة قصيرة ولا يصح في مدة طويلة ففصلنا بينهما بمدة النفاس لأنه أثر الولادة وله أنه لا معنى للتقدير لأن الزمان للتأمل وأحوال الناس فيه مختلفة فاعتبرنا ما يدل عليه وهو قبوله التهنئة أو سكوته عند التهنئة أو ابتياعه متاع الولادة أو مضي ذلك الوقت فهو ممتنع عن النفي** (68)

"اگر آدمی نے (ولادت کے بعد) بچے کی نفی کی تو وہ لعان کا مستحق ہو گا اور نسب انہی سے ثابت ہو گا اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نفاس کے دوران بچے سے انکار درست ہو گا اور نفاس کے بعد درست نہیں ہو گا کیونکہ نفی ولد کے لئے طویل مدت کے بجائے قلیل مدت کافی ہوتا ہے اور طویل و قلیل مدت کا اندازہ ہم نے مدتِ نفاس کو قرار دیا کیونکہ نفاس ولادت کا اثر ہے البتہ امام ابو حنیفہؒ دلیل پیش کرتے ہوئے ہے وقت مقرر کرنے کا کوئی جواز نہیں کیونکہ وقت غور و فکر کے لئے درکار ہوتا ہے اور اس میں لوگوں کے احوال مختلف ہوتے ہیں اس لئے ہم نے مبارک باد قبول کرنا، دوران مبارک باد سکوت اختیار کرنا، سامانِ ولادت خریدنا اور اس وقت کا گذر جانا نفی ولادت کے لئے معتبر جانا اور اس کے بعد بچے سے انکار کو ممتنع قرار دیا۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام شرازیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**إذا قذف زوجته وانتفى عن الولد فإن كان حملاً فله أن يلاعن وينفي الولد لأن هلال بن**

أمية لاعن على نفي الحمل وله أن يؤخره إلى أن تضع لأنه يجوز أن يكون ريحاً أو غلظاً فيؤخر ليلاعن على يقين وإن كان الولد منفصلاً ففي وقت نفيه قولان: أحدهما: أنه الخيار في نفيه ثلاثة أيام لأنه قد يحتاج إلى الفكر والنظر فيما يقدم عليه من النفي فجعل الثلاث حدا لأنه قريب والثاني: وهو المنصوص في عامة الكتب أنه على الفور [69]

"جب شوہر اپنی بیوی پر الزام لگا کر بچے سے انکار کریں پھر اگر بیوی حاملہ ہو تو اس کے لئے لعان کرنا اور بچے سے انکار کرنا جائز ہیں کیونکہ ہلال بن امیہ نے لعان اور حمل سے انکار کیا تھا اور اس کے لئے ولادت تک تاخیر کرنا بھی جائز ہے شاید وہ ہوا (گیس) ہو یا کوئی سخت شئے تا کہ لعان یقینی شئے پر ہو سکے اور اگر بچہ پیدا ہو چکا ہے تو اس کے نفی میں دو اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ اس کو تین دن اختیار ہے کیونکہ ان کو بچے کے انکار سے پیدا ہونے والے حالت کے لئے غور وفکر کی ضرورت ہو گی تو تیسرے دن کو قریب ہونے کی وجہ سے حد مقرر کیا گیا دوسرا قول یہ ہے کہ علی الفور لعان کریں یہی قول عام کتابوں میں منصوص ہے۔"

**مذکورہ رائے کے دلائل:**

قبیصہ بن ذوہیب سے روایت کی گئی ہے فرماتے ہیں:

**أَنَّ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ، كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ " قَضَى فِي رَجُلٍ أَنْكَرَ وَلَدَ امْرَأَتِهِ وَهُوَ فِي بَطْنِهَا ثُمَّ اعْتَرَفَ بِهِ وَهُوَ فِي بَطْنِهَا حَتَّى إِذَا وُلِدَ أَنْكَرَهُ فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجُلِدَ ثَمَانِينَ جَلْدَةً لِفِرْيَتِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ أَلْحَقَ بِهِ وَلَدَهَا**[70]

"حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کے پیٹ میں بچے سے انکار کیا پھر ماں کے پیٹ ہی میں بچہ ابھی تھا کہ اس نے اس کا اعتراف کیا یہاں تک کہ بچہ پیدا ہوا تو اس نے انکار کا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے بیوی پر بہتان باندھنے کی وجہ سے اس آدمی کو اسی (80) کوڑے مارنے کا حکم دیا پھر بچے کو اس کا قرار دیا۔"

ابن عباسؓ کی حدیث میں آیا ہے:

**فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا، وَقَضَى أَنْ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لِأَبٍ، وَلَا تُرْمَى، وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَا، وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ رَمَى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ،** [71]

"نبی کریم ﷺ نے ہلال بن امیہؓ اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور ان دونوں کے درمیان علیحدگی

کر دی اور فیصلہ کیا کہ اس بچے کو کسی باپ کی طرف منسوب نہ کیا جائے اور نہ ہی اس بچے پر الزام لگایا جائے اور جس نے اس عورت پر یا اس کے بچے پر الزام لگایا تو اس پر جاری کیا جائے گا۔"

**4۔ تغیر رنگ پر بچے سے انکار جائز نہیں:**

بچے کی رنگ باپ سے مختلف ہو تو محض رنگت کی تبدیلی پر بچے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔ اس حوالے عبد الرحمان الجزیری نے مختلف ائمہ کی رائے کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**احناف اور مالکیہ کی رائے:**

"احناف اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ باپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ صرف اس بات پر اپنے بچے سے انکار کرے کہ اس کا رنگ باپ کے رنگ سے مخالف ہے۔"(72)

**شوافع کی رائے:**

"شوافع فرماتے ہیں کہ انکار صرف اس صورت میں جائز نہیں ہے جب کہ کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو کہ رنگ کا مختلف ہونا الزام زنا کا موجب قرار دیا جاسکے۔ اگر عورت پر تہمت ہو اور اس سے پیدا ہونے والے بچے کا رنگ اس شخص سے ملتا ہو جس پر تہمت لگائی گئی ہو تو بنابر قول صحیح اس بچے سے انکار کرنا جائز ہے۔"(73)

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام زکریا الانصاریؒ نے یوں نقل کی ہے:

لَوْ (أَتَتْ بِأَبْيَضَ وَهُمَا) أَيْ أَبَوَاهُ (أَسْوَدَانِ) أَوْ عَكْسُهُ (لَمْ يَسْتَبِحْ) أَبُوهُ (بِهِ النَّفْيَ) لَهُ (وَلَوْ أَشْبَهَ مَنْ تُتَّهَمُ بِهِ) أُمُّهُ وَانْضَمَّ إلَى ذَلِكَ قَرِينَةُ الزِّنَا(74)

اگر کالے رنگ کے والدین کے ہاں سفید بچہ پیدا ہو جاتا ہے یا اس کے بر عکس تو باپ کے لئے بچے سے انکار جائز نہیں اگرچہ بچہ اس آدمی سے مشابہت رکھیں جس کے ساتھ زنا کرنے کی تہمت لگائی گئی ہے اور بدکاری کا قرینہ بھی موجود ہو۔

**حنابلہ کی رائے:**

"حنابلہ فرماتے ہیں کہ باپ کے لیے جائز ہے کہ وہ اس بچے سے انکار کرے جس کا رنگ باپ کے رنگ سے مختلف ہو مطلق قرینہ کے پائے جانے سے، اور اگر قرینہ موجود نہیں ہے تو باپ انکار نہیں کر سکتا۔"(75)

**حنابلہ کی رائے کی دلیل:**

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْوَدَ، وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟»، قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟»، قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: «فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عِرْقٌ نَزَعَهَا، قَالَ: «وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ»، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الِانْتِفَاءِ مِنْهُ(76)

" ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیوی نے سیاہ فام بچہ جنا ہے حالانکہ وہ اس وقت اپنے اس بچے سے انکار کرنا چاہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ سرخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس میں خاکی یا سرمئی رنگ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اس میں خاکستری رنگ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رنگ اس میں کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کیا کہ شاید یہ کسی نسلی اثرات کا نتیجہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے یہ بھی کسی نسلی اثرات کا نتیجہ ہو۔ آپ ﷺ نے اس کو بچے سے انکار کی رخصت نہیں دی۔ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو روایت کی ہے۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے: **ان امر أتی ولدت غلاما اسود وانی انکرہ** "میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچہ جنا ہے اور میں اس بچے سے انکار کرتا ہوں۔"

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا، تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ، فَقَالَ: " أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ(77)

"رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا آپؓ نے نہیں دیکھا ابھی ابھی ایک قیافہ شناس نے زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کی طرف دیکھ کر کہا کہ ان کے پیر ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہو رہا ہے۔"

**نتائج:**

- اسلام تمام انسانوں کے جان، مال، عزت و آبرو، عقل اور نسل و نسب کا تحفظ یقینی بناتا ہے۔ اسلام

میں خاندانی نظام کی تحفظ ایک لازم امر ہے جس کو بچانے کے لئے تمام تر اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

- اگر کوئی اجنبی پر الزامِ زنا لگائے تو اس کو چار گواہ پیش کرنا لازم ہے ورنہ حد قذف جاری کیا جائے گا اور اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے ناقابل قبول ہوگی۔
- اگر خاوند اپنی بیوی پر الزام زنا لگائے تو وہ لعان کریگا یا اس پر حد قذف جاری کیا جائے گا۔
- اگر بیوی پر اپنا شوہر الزام لگائے تو یا تو وہ اعترافِ جرم کریگی جس سے اس پر حد زنا (رجم) لاگو ہوگا یا وہ انکار کرے گی تو لعان کرنا پڑیگا اس صورت میں وہ خاوند سے جدا ہوگی البتہ اس پر حد زنا لاگو نہیں ہوگا۔
- لعان شہادت کی اہلیت رکھنے والوں کی ہی معتبر ہوگا۔
- لعان کرنے سے زوجین کے مابین ہمیشہ جدائی واقع ہوتی ہیں۔
- خاوند کی بچے سے انکار کی صورت میں لعان کرنے کے بعد بچہ والد کی بجائے ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

**حوالہ جات وحواشی:**

---

[1] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (256ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، تحقیق: مُصطفیٰ دیب البغا، طبع سوم (بیروت: دار ابن کثیر، 1407ھ/1987م)، 8:102، رقم:64

Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismael(256H), Al-jame Almusnad Al-Saheh Al-mukhtasir min omoor Rasool ﷺ wa sunna wa ayyama, Tehqeeq: Mustafa deeb.

[2] سورۃ الحجرات:12

Surh Al-Hujrat:21.

[3] صحیح بخاری، 8:19، رقم:6064؛ مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری، (261ھ) صحیح مسلم، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی (بیروت: داراحیا التراث العربی، 1374ھ-1954م)، 4:1986، رقم:2564

Saheeh Al Bukhari,19:8,Hadees:6064, Muslim, Abu Al-husain muslim bin Hajaj(261H), Saheeh Muslim, Tehqeeq: Muhammad Fawad Abdul baqi, Berut: Dar Al-ahya Al-turas Al-Arbi,1374H-1954.

[4] صحیح بخاری ،19:7،رقم: 5143: صحیح مسلم ،1985:4،رقم:2563: ابوداود ، سلیمان بن اشعث سجستانی(275ھ)، سنن ابی داود ، تحقیق: محمد محی الدین (بیروت:المکتب العصریہ)،280:4،رقم:4917:ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسیٰ ترمذی(279ھ)، سنن ترمذی، تحقیق:احمد محمد شاکر(بیروت:دار احیاء التراث العربی،1586ھ/1766م)،3:424 ،رقم:1988

Saheeh Bukhari,7:19,Hadees:5143. Saheeh Muslim,4:1985. Abudawood, Suleman bin Ashas sajistani(275H), Sunan Abi Dawood, Teheeq: Muhammad Muhudden,4:280, Hadees:4917.

[5] سورۃ النور:4

Surh Noor:4.

[6] ابن منظور، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی افریقی(م711ھ)، لسان العرب، طبع سوم(بیروت، دار صادر،1414ھ)،387:13:زین الدین أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر(م:666ھ)، مختار الصحاح، تحقیق:یوسف شیخ محمد، طبع پنجم(بیروت، مکتبۃ العصریہ،1420ھ/1999)،283:1

Ibn Mansoor, Abu-Alfazal Muhammad bin mukaram bin Ali Afreqi(711H), Lesaanul-arab,Edition:3,Berut,Dar Sadir 1414H, 13:387.

[7] الجزیری، عبد الرحمن بن محمد عوض(م:136ھ)، الفقہ علی المذاہب اربعہ، طبع دوم،(بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1424ھ/2003م)،99:5

Al-Jazairi, Abdurrahman bin Muhammad(135H), Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba, Edition:2, (Berut, Dar Alkutub Al-ilmia, 1424H/2003, 5:99.

[8] ایضاً،97:5

Ibid,5:97.

[9] سورۃ النور:4

Surh Noor:4.

[10] ایضاً

Ibid.

[11] ماوردی، علی بن محمد(450ھ)الحاوی الکبیر(بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1419ھ-1999م)،13:11

Mawardi, Ali bin Muhammad(450H), Alhavi Al-kabir(Berut: Dar Al-kutub Al-ilmia, 1419H-1999), 11:13.

[12] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد(620ھ)المغنی لابن قدامہ،(مصر، مکتبۃ القاہرہ،1388ھ)،49:8

Ibn e Qadama, Abdullah bin Ahmad(620H),Al-Muani-le-Ibn Qadama,( Misar, Maktaba Al-Qahira,1388H), 8:49.

[13] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ،97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[14] کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد(587ھ)البدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع، طبع دوم(بیروت، دار الکتب العلمیۃ،1406ھ/1986م)،241:3

Kasani, Alaudden Abu bakkar bin masood bin Ahmad(587H), Al-Badaie walsanai fe tarteeb Alsharai, Edition:2, Berut, Dar Al-kutub Al-ilmia,1406H-1986, 3:241.

[15] ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد(595ھ)البیان والتحصیل،423:6

Ibn-e-Roshd,Abu-Al-waleed Muhammad bin Ahmad(595H) Al-bayan waltahseel,6:423.

[16] سورۃ النور:4

Surh Noor:4.

[17] الجزری، الفقہ علی المذاہب اربعہ،97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[18] ماوردی، الحاوی الکبیر،12:11

Mawardi, Alhavi Al-kabir, 11:12.

[19] الثعلبي، أبو محمد عبد الوهاب بن علي بن نصر الثعلبي البغدادي المالكي (م: 422ھ) ،المعونہ على مذهب عالم المدينہ، تحقيق: حميش عبد الحقّ،(مكة المكرمة،المكتبة التجارية)،899:1

Alsalabi, Abu Abdul Wahab bin Ali, Almaoona Ala Mazhab aalam Al-madeena, Teheeq: Hameesh Abdul-Haq(Makka Al-mukarma)1:899.

[20] ابو الخطاب الكلوذانیؒ، محفوظ بن احمد(510ھ)الھدایہ علی مذھب الامام احمد،(بیروت،الموسسۃالغرسۃ للنشر والتوزیع،1425ھ/2004م)478:1

Abu Al-Khitab Al-kalwazni, Mahfooz bin Ahmad(510H), Al-Hidaya Ila Mazhab Al-Imam Ahmad,Berut, Al-mosasa tul gharsa,1425H/2004,1:478.

[21] سورۃالنور:4

Surh Noor:4.

[22] الجزری،الفقہ علی المذاہب اربعہ،97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[23] سنن البیہقی،651:7،رقم:15303.

Sunan Al-bahqi, 7:65, Hadees:15303.

[24] مرغنانی، أبو الحسن برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل(م:593ھ)،الہدایہ، تحقیق:طلال یوسف(بیروت،داراحیاءالتراث)،الہدایۃ،272:2

[25] الجزری،الفقہ علی المذاہب اربعہ،97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[26] ابن الفراء،ابو یعلی محمد بن حسین بن حلف(458ھ)المسائل الفقہیہ، تحقیق:عبدالکریم،طبع اول(ریاض،مکتبہ المعارف،1405ھ)،207:2

[27] الجزری،الفقہ علی المذاہب اربعہ،97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[28] الجزیري،الفقہ علی المذاہب اربعہ،99:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:99.

[29] ابو المعالی،عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد الجوینی،(م478ھ)، نهاية المطلب في دراية المذهب، تحقيق:،دکتور عبد العظیم محمود الدّیب، طبع اول (بیروت:دار المنہاج،1428ھ/2007م)،99:15

Abu Almaali, Abdul Malik bin Abdullah bin Yusuf bin Muhammad Aljowaini (478H), Nihaya-tul-matlam fe Diraya-tul-mazhab,Tehqeeq: Dr.Abdul-azeem, Berut: Dar almnhaj, 142H/2007,5:99.

[30] ابن شاشؒ، أبو محمد جلال الدين عبد الله بن نجم بن شاس المالكي (م: 616ھ)،عقد الجوهر الثمينہ، تحقيق:د ۔ حمید بن محمد لحمر،طبع اول،(بیروت،دارالغرب،1423ھ/2003م)،568:2

Ibn Shash, Abu Muhammad Jala-udden Abdullah bin Najm bin Shas almalki(616H), Aqdul Jawahir Alsamina, Tehqeeq: Dr.Humaid bin Muhammad, Berut Dar Alarab,1423H – 2003,2:568.

[31] الزرکشی، شمس الدین محمد بن عبداللہ(م772ھ)، شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، طبع اول(دارالعبیکان،1413ھ/1993م)،116:1

Al-zarakshi, Shamsudden Muhammad Bin Abdullah(772H), Sharah Al-Zirakshi Ala Mukhtasir Al-Khirqi.

[32] صحیح بخاری،3:178،رقم:2671

Saheeh Bukhari, 178:3, Hadees:2671.

[33] سورۃالنور:8

Surh Noor:8.

[34] سورۃالنور:4

Surh Noor:4.

[35] الجزيري، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 99:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[36] الجزيري، 99:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:99.

[37] الجزری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[38] ابن مودود الموصلی، الاختیار لتعلیل المختار، 107:3

Ibn Modood Al-Mosseli, Al-Ikhtiyar Letaleel Al-mukhtar,3:107.

[39] عبد الرحمن الجزیری، الفقہ علی المذاھب الاربعہ، 5:101

Abdurrahman Al-Jazairi, Al-Fihq alal Mazahib Al-arba,101:5.

[40] مرغنانی، الہدایۃ، 271:2

Marginani, Al-Hidaya,2:271.

[41] ابو الخطاب الکلواذانی، الہدایہ علی مذھب الامام احمد، 480:1

[42] صحیح البخاری، 42:7، رقم:5259)

Saheeh Bukhari,7:24, Hadees:5259.

[43] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[44] سورۃ النور:8

Surh Noor:8.

[45] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[46] ابو سعید بن البرزعیؒ خلف بن أبي القاسم محمد (م:372ھ)، التھذیب فی اختصار المدونہ، تحقیق: دکتور محمد امین، طبع اول، (دبئ، دار البحوث للدرسات اسلامیہ و احیاء التراث 1423ھ/2002م) 332:2

Abu Saeed bin Al-barze Khalf bin Abi Al-Qasim Muhammad, Al-Tehzeeb fe Ikhtisar Al-modawena, Tehqeeq: Dr. Muhammad Ameen, 1423H/2002.

[47] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[48] ابن حجر الہیثمی، احمد بن محمد بن علی (804ھ)، تحفۃ المحتاج الی ادلۃ المنہاج، تحقیق: عبد اللہ بن سعاف، طبع اول، (مکہ مکرمہ، دار حراء، 1406ھ)، 221:8

Ibn Hajar Al-Haismi, Ahmad bin Muhammad bin Ali(804H), Tuhfatul Muhtaj Ila Adala tul Minhaj, Tehqeeq: Abdullah bin saaf, Edition:1, Makka mukarama, Dar Hira, 406H.

[49] مسند ابی حنیفہ، 154:1

Musnad Abi Hanifa, 1:154.

[50] فخر الدین زیلعی، تبیین الحقائق، 19:3

Fakhruddin Zile, Tabeen Al-Haqayiq, 3:19.

[51] سورۃ النساء:24

Surh Nisa:24.

[52] سورۃ النساء:3

Surh Nisa:3.

53 الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5
Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

54 صحیح البخاری، 55:7، رقم:5312
Saheeh Bukhari, 7:55, Hadees:5312.

55 الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5
Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

56 سنن ابو داؤد، 726:2، رقم 225
Sunann Abu Dawood, 2: 726, Hadees:225.

57 موطاء امام مالک، 623:1، رقم:1619
Mutta Imam Malik,1: 623,Hadees:1619.

58 الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5
Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

59 ابن عبد البر، الکافی فی فقہ اہل المدینہ، 616:2
Ibn e Abdulbar, Alkafi fe Fiqh Ihl-e-madina, 2:616.

60 الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5
Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

61 شافعی، الام، 138:5
Shafai, Al-um, 5:138.

62 صحیح مسلم، 1134:2، رقم:1496
Saheeh Muslim, 2:1134, Hadees:1496.

63 الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5
Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

64 ابن شاش، عقد الجوہر، الثمینہ، 570:2
Ibn e shash, Aqdul Johar, Al−samina, 2:570.

65 عبد الواحد الرویانی، بحر المذہب، 204:11
Abdul wahid Alruyani, Bahrul mazhab,11:204.

66 سرخسی، المبسوط، 44:7
Sarakhsi, Al-mabsoot, 7:44.

67 ابن قدامہ، المغنی، 75:8
Ibn e Qadama, Al-mugni,8:75.

68 مرغنانی، الہدایۃ، 272:2
Margenani, Al-hidaya, 2:272.

69 شرازی، المہذب، 83:3
Sherazi, Al-muhzab,3:83.

70 امام بیہقیؒ، سنن الکبری، 675:7، رقم:15367
Imam Behqi, Sunan Alkubra, 7:675, Hadees:15367.

71 امام ابو داودؒ، سنن ابو داود، 276:2، رقم:2256
Imam Abu Dawood, Sunan Abu Dawood,2: 276, Hadees:2256.

[72] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[73] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[74] زکریاالانصاری، اسنی المطالب، 377:3

Zikria Al-ansari, Asni Al-matalib,3:377.

[75] الجزیری، الفقہ علی المذاہب اربعہ، 97:5

Al-Jazairi, Al-Fihq Alal-madhazib Al-arba,5:97.

[76] صحیح البخاری، 53:7، رقم:5305

Saheeh Bukhari,7: 53, Hadees:5305.

[77] صحیح البخاری، 157:8، رقم:6770

Saheeh Bukhari,8:157, Hadees:6770.